

حضرت مفتی محمود

کی وفات

اور

دارالعلوم حقانیہ

جناب شفیق فاروقی

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب داعی انقلاب اسلامی کا تمام مدارس عربیہ سے عموماً مگر دارالعلوم حقانیہ کوڑہ خشک اور اس کے طلبہ سے خصوصاً جو دہانہ تعلق رہا اسکی مثال نہیں ملتی۔ حضرت مرحوم کے خاندان اور قریبی روحانی تعلق رکھنے والے گھرانہ خانقاہ پاسبین زئی پنیالہ اور اباحیل کے اکثر بچوں اور نوجوانوں کی دینی تعلیم دارالعلوم حقانیہ ہی میں ہوتی رہی خانقاہ پاسبین زئی پنیالہ جس سے بیعت و ارشاد اور اولین تربیت کا تعلق مفتی صاحب رکھتے تھے اس کے اکثر موجودہ علماء دارالعلوم حقانیہ کے روحانی فرزند ہیں۔ مولانا صاحبزادہ محمود صاحب پنیالہ (جنہوں نے آپکی نماز جنازہ پڑھائی) مولانا محمد حسن۔ مولانا عبداللہ صاحب۔ مولانا عبدالقدوس صاحب، پیر عبدالقیوم صاحب۔ مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب۔ نے دارالعلوم ہی میں تکمیل علوم کیا۔ اباحیل کے روحانی خانقاہ کے مولانا عبدالرحمان صاحب، مولانا عبدالرحیم صاحب، مولانا عبدالکیم صاحب، مولانا عبدالمعتین صاحب، مولانا عبداللہ صاحب دارالعلوم حقانیہ کے حلقہ فضلاء کی روشن کڑیاں۔ خود حضرت مفتی صاحب کے فرزند اکبر مولانا فضل الرحمان صاحب پانچ چھ برس دارالعلوم حقانیہ ہی میں کسب فیض کرتے رہے، اور پچھلے سال حضرت شیخ الحدیث اور دیگر اساتذہ سے دورہ حدیث پڑھ کر فارغ ہوئے جبکہ ان کا اپنا معیاری مدرسہ قاسم العلوم ملتان موجود تھا۔ مگر یہاں دارالعلوم کے ماحول میں وہ ایسے رچ بس گئے کہ یہاں کے ہو کر رہ گئے۔ اس وقت بھی حضرت مفتی صاحب کے ہر دو بھتیجے مولوی عنایت اللہ صاحب شریک دورہ حدیث اور مولوی کفایت اللہ دارالعلوم حقانیہ کے ہونہار طالب علم ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ سے تعلق خاطر کا نتیجہ تھا کہ حضرت مفتی صاحب جب بھی صوبہ سرحد آتے اور جی ٹی روڈ سے گذرتے تو لازماً طلبہ دارالعلوم کو اپنے انقلابی خیالات سے نوازتے۔ ایک دفعہ حضرت مفتی صاحب نے دارالعلوم میں اپنے خطاب میں نظریات انداز میں فرمایا کہ میں تو یہاں بغیر ٹھہرنے کے گذرنا ایسا سمجھتا ہوں جیسا کہ کسی سیقات سے بغیر احرام کے گذرنا ہوتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی انقلابی تحریک نفاذ اسلام کو ہر دور میں دارالعلوم حقانیہ کے

سرفروشانہ اور انقلابی تعلیمی ماحول سے مکمل تعاون ملتا رہا۔ دارالعلوم حقانیہ کے جلیل القدر شیخ الحدیث مدظلہ سے حضرت مفتی صاحب کا نہ صرف طویل رفاقت کا تعلق رہا بلکہ آپ اس تعلق میں عقیدت و احترام کو بے حد ملحوظ رکھتے تھے جبکہ بڑے بڑے اکابر و مشائخ سے آداب احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی حضرت مفتی صاحب کچھ نہ کچھ بذلمہ سبجی اور ظرافت میں بے تکلف ہو جاتے تھے مگر اسمبلی اور اس کے بعد کی طویل مدت میں ہر جگہ میں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ حضرت مفتی صاحب کو ایک خاص عقیدتمندانہ انداز میں دیکھا کہ وہ اس کی پوری پوری رعایت کرتے تھے اسی طرح ہمارے مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ گہری محبت اور مشفقانہ تعلق کا عالم تھا۔ مگر وہ حد سے زیادہ تکلفانہ انداز میں جب بھی آپ ملتے تو حضرت مفتی صاحب کی طبیعت کھل جاتی اور سلاطین و ظرائف اور خوش طبعی کا ایک باب کھل جاتا۔ اس سلسلہ میں مستقل ایک ”ظریفانہ موضوع“ پر گفتگو ہوتی اس موضوع کے دائرے بڑے وسیع ہوتے۔ ایک مستقل ظریفانہ پارٹی کے منشور پر بحث ہوتی، عہدہ داروں اور سرکردہ اور سرگرم کارکنوں کی نامزدگیاں ہوتیں، عہدے گھٹائے اور بڑھائے جاتے۔ حضرت مفتی صاحب کے قریبی حلقہ احباب اور بے تکلف دوستوں میں بے حد دلچسپی سے اس پارٹی کے چرچے ہوتے۔ مولانا سمیع الحق صاحب جب دیکھتے کہ حضرت مفتی صاحب ملک و ملت کے گھمبیر مسائل اور نہایت سنگین حالات میں گھرے ہوئے ہیں، طبیعت چور چور ہے تو اس موضوع کو چھیر لیتے۔ محفل سنجیدگی کی بجائے ہنسی مذاق میں بدل جاتی۔ میں نے عموماً دیکھا کہ مولانا سمیع الحق صاحب سے ملتے ہی حضرت مفتی صاحب کی طبیعت میں شگفتگی آ جاتی۔ بارہا ایسا ہوا کہ قومی اسمبلی یا تحریک یا وزارت کے دوران بھی مولانا سمیع الحق صاحب نے اشارتاً کہا کہ حضرت نکلیے ان ہنگاموں سے چلیں کہیں، کچھ دیر آپ کو تفریح و آرام کر لیں۔ مفتی صاحب بخوشی آمادہ ہو جاتے اور ہم لوگ انہیں لیکر کسی پارک یا الگ جگہ بے جاتے، گھنٹیوں بے تکلفانہ اور ظریفانہ گفتگو اور محفل ہوتی مفتی صاحب مرحوم ہنساں ہنساں ہو جاتے۔ فرماتے کہ مجھے تو ان ہنگاموں نے مار ڈالا۔ میں تو خود کچھ دیر کیلئے ایسا ماحول چاہتا ہوں۔ ان محفلوں میں عجیب عالم تھا، چٹکے لٹے جانے، علمی و ادبی نکات ہوتے، شعر و شاعری بھی ہوتی کسی شعر میں سقم ہوتا تو حضرت مفتی صاحب بار بار دہرا کر کہتے یہ شعر وزن پر پورا نہیں اتر رہا۔

اشخاص و افراد کا تجزیہ ہوتا، ہم لوگ کچھ سمجھتے کچھ نہ سمجھتے مگر بے حد ملحوظ ہوتے۔ حضرت مفتی صاحب کی انتہائی شفقت و محبت کہنے کے مولانا سمیع الحق صاحب بے تکلفی اور جرأت و محبت اور عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ سب کچھ کہہ جاتے جو اور نہ کہہ سکتے مگر آپ کی پیشانی پر کب نہ آتا۔

تحریک کے دوران ہم لوگ بھی مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ گرفتار ہوئے اس وقت حضرت مفتی صاحب ہری پور جیل میں تھے۔ مولانا سمیع الحق صاحب سے اس وقت کی انتظامیہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ نصر اللہ خان خشک کے ایکشن میں شکست کھا جانے کی وجہ سے سخت ناراض تھے۔ آپ دارالعلوم میں تھے اور جلسے جلسوں کی رہنمائی کر رہے

تھے پولیس انہیں ہر حال میں گرفتار کرنا چاہتی تھی۔ آپ نے انتظامیہ سے کہا کہ میں آج گرفتاری پیش کروں گا مگر اس شرط پر کہ مجھے پشاور کی بجائے ہری پور سنٹرل جیل سے جایا جائے گا۔ یہ شرط بخوشی منظور کر لی گئی شام کو آپ کو جلوس کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا۔ رات ہمیں مقامی محکمہ میں رکھا گیا۔ اور دوسرے دن صبح خانہ پری کیلئے پشاور سنٹرل جیل پہنچا کر وہاں سے سیدھا ہری پور سے جائے جانے کے کاغذات تیار کئے گئے۔

بارہ بجے ہم ہری پور جیل پہنچائے گئے۔ اس دن کے اخبارات میں گرفتاری کی خبر آچکی تھی جسے مفتی صاحب نے پڑھ لیا تھا۔ مولانا سمیع الحق صاحب بھی اسی وجہ سے ہری پور جیل سے جانے پر اصرار کر رہے تھے کہ اپنی محبوب شخصیت حضرت مفتی صاحب کی صحبت وہاں تیسر سوگی جیل جا کر حضرت مفتی صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے دور سے دیکھتے ہی فرمایا کہ میں نے اخبار میں پڑھا تو اللہ سے یہی دعا مانگ رہا تھا کہ یا اللہ انہیں پشاور وغیرہ کی بجائے ہری پور جیل سے آ۔ پھر تو وہاں ان کی جو محفلیں مہینہ ڈیڑھ رہیں اور جو بندہ میں سمجھیں آج اس کا سوچ کر کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ کہ یا اللہ یہ کیا ہو گیا۔ بنم ہی اُڑ گئی، نہ ساقی ہے نہ محفل ہے نہ مینانہ۔

وہاں حضرت مفتی صاحب کے مشاغل مصروفیات اور گھنٹوں تنہائی کی بے تکلفانہ محفلیں، اس کے بیان کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ جیل میں حضرت مفتی صاحب نے بعد از عصر حدیث کا درس شروع کیا۔ ہزاروں قیدی اہل علم و فضل کا خلاصہ سنا تھا۔ جلسہ کی صورت اختیار ہو جاتی۔ حاکم وقت کو یہ ناگوار گزرا، درس بند کر دیا گیا حضرت مفتی صاحب نے یہ ذمہ داری مولانا کو سونپ دی دو چار دن درس دینے کے بعد جب بند کر دیا گیا تو آخر تک مولانا سمیع الحق صاحب نے بعد از عصر کا درس حدیث دیا۔ جب تک حضرت مفتی صاحب جیل میں رہے۔ جب انہیں سہالہ ریٹ ہاؤس منتقل کیا گیا تو تقریر اور خطبہ جمعہ کی ذمہ داری بھی جیل کے مختلف مکاتب فکر سیاسی و علمی زعماء اور ہزاروں رضا کاروں نے مولانا سمیع الحق صاحب کے سپرد کر دی جسے آپ نے باحسن طریقہ نباہا۔ بہر حال یہ تو ایک طویل تعلق اور صحبتوں کی داستان ہے۔ بات دارالعلوم حقانیہ سے حضرت مفتی صاحب کے گونا گوں خصوصی تعلقات و روابط کی ہو رہی تھی اس مناسبت سے بات لمبی ہو گئی ان وجوہات سے حضرت مفتی صاحب کی وفات سے دارالعلوم حقانیہ پر ایک قیامت گزری تو تعجب کی بات نہیں ہے۔ اور اسے قدرتی تعلق خاطر کا نتیجہ کہئے کہ پشاور اور لاہور کے مرکزی دفاتر اور اکابر جمعیت سے بھی قبل یعنی وفات سے کچھ ہی دیر بعد دو سو دو بجے اکوڑہ خشک جیسے گاؤں جہاں ٹرنک کال پر گھنٹے لگتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے فون پر یہ حادثہ ناخبر سنا یہ اطلاع پہلے تباری سعید الرحمان صاحب راولپنڈی کے ہاں دی گئی۔ اتفاق کہئے کہ وہ ڈیڑھ بجے راولپنڈی سے اکوڑہ خشک مولانا سمیع الحق صاحب کے پاس آنے کیلئے ان کے دیرینہ رفیق مولانا عبداللہ کا خیل حال مقیم ٹائیگر یا کی معیت میں روانہ ہو چکے تھے۔ اس وقت مولانا سمیع الحق صاحب کسی کام کیلئے راولپنڈی روانہ ہونے والے کہ وہاں سے مولانا سعید الرحمان صاحب کا فون

آیا اور باصرہ یہ کہہ کر روکا کہ ہم خود آپ کے پاس آرہے ہیں۔ رات کوڑھ آپ کے پاس رہیں گے۔ وہ لوگ راستہ ہی میں بھٹے کہ یہ المناک فون یہاں موصول ہوا۔ مولانا سمیع الحق صاحب کی حالت قابل رحم تھی۔ چہرہ بالکل زرد اور فٹ ہو گیا۔ اور فون پر بار بار کہہ رہے تھے کہ یہ اطلاع قطعی غلط ہوگی اور کسی دشمن نے اڑائی ہوگی۔ تحقیق ہونے تک آپ نے دارالعلوم کے دفتر کو بھی روکا کہ یہ خبر نے الحال دارالعلوم میں پھیلنے نہ پائے۔

چند لمحے بعد قاری سعید الرحمان صاحب اور مولانا عبداللہ کا خیل صاحب بھی پہنچ گئے۔ مولانا نے گھر کے دروازہ ہی میں انہیں یہ منحوس خبر سنا دی۔ اور سب سر کپڑا کر رہ گئے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ جودل کے مریض تھے اب انہیں اطلاع کس طرح دی جاتے۔ بڑے غور و فکر کے بعد مناسب انداز میں انہیں یہ خبر پہنچائی گئی مگر جو خطرہ تھا وہی ہوا۔ حضرت مدظلہ کو خبر سنتے ہی سینہ میں درد شروع ہو گیا۔ گئی گھٹنے حیرت اور درد و الم کی حالت میں گزرے اور رفتہ رفتہ طبیعت بحال ہو گئی۔

جنازہ کا نظام یقینی معلوم ہوا تو یہ سب لوگ رات کو تین بجے حضرت مفتی صاحب کے گاؤں عبدالحل روانہ ہوئے دارالعلوم میں عید الاضحیٰ کی تعطیل شروع ہی ہوئی تھی۔ حضرت مفتی صاحب کے برادر زادے بھی یہاں موجود تھے ان کو بھی اطلاع ہوئی، طلبہ خبر سنتے ہی دارالعلوم گئی سب میں بیچ ہو کر تلاوت کلام پاک میں مصروف ہو گئے۔ اور اکثر موجود طلبہ جیسے بھی ہو سکا اپنے اپنے ذرائع سے ڈیرہ اسماعیل خان کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے درد و غم اور تعزیت کا پیغام اخبارات کو بھجوا دیا، دارالعلوم کے سینکڑوں فضلاء قدیم طلبہ اور متعلقین اور اساتذہ نے جنازہ میں شرکت کی۔ تعطیل عید الاضحیٰ ختم ہونے پر دارالعلوم کھل گیا۔ غمزہ طلبہ اور طان و بلاو سے واپس ہوئے تو تعزیتی اجتماعات ختم کلام پاک اور دعاؤں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دارالعلوم میں طلبہ کے ذوق، زبان، علاقوں اور اوطان کے اختلاف کی بناء پر تقریر و خطابت اور تنظیمی زندگی کی مشق و تمرین کے لئے کوئی ایک درجن انجمنیں، مجالس اور تنظیمیں قائم ہیں جو شب و جمعہ اپنے پروگرام کے مطابق تعزیتی اجتماعات منعقد کرتی ہیں کسی نہ کسی موضوع پر تقاریر اور خطبات و مقالات کی مشق ہوتی ہے۔ طلبہ کے ان ہفتہ وار اجتماعات نے تعزیتی اجتماعات کی شکل اختیار کر لی اور ختم کلام پاک کے بعد طلبہ کی تقریر حضرت مرحوم کی شخصیت و کردار اور ان کی جدائی پر افسوس و غم اور عزائم دینی کی تجدید کے گرد گھومتی رہی جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اس کا مختصر ذکر جگہ کی کمی کی وجہ سے کیا جا رہا ہے۔

انجمن ترمین البیان | دارالعلوم حقانیہ میں مقیم ضلع ڈیرہ اسماعیل خان بنوں و شمالی اضلاع کے طلبہ پر مشتمل اس انجمن نے اپنے تعزیتی اجلاس میں حضرت مفتی صاحب پر ایک مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا جسکی صدارت حضرت مفتی صاحب کے برادر زادہ مولوی عنایت اللہ صاحب ڈیروی شریک دورہ حدیث نے کی۔ صاحبزادہ عبدالرؤف منظم دارالعلوم کی تلاوت

کلام پاک کے بعد مولوی مطیع اللہ نے قائد محترم کی شان میں ایک منظوم مرثیہ سنایا۔ طلبہ دارالعلوم مولوی عبد العزیز شاہ مولوی انیس الرحمن، مولوی پیر مظفر شاہ، صاحبزادہ عبدالوہاب ابائیل، مولوی محمد نواز، مولوی غلام محمد، مولوی اشرف علی صاحبزادہ عبدالقدیر شاہ اور دیگر حضرات نے حضرت مفتی صاحب مرحوم کے گونا گوں کمالات اور خوبیوں پر تفصیلی روشنی ڈالی اور علم و عمل جہاد و سیاست کے میدان میں ان کے نمایاں کارناموں کا تذکرہ کیا۔ آخر میں صدر جلسہ مولوی عنایت اللہ ڈیروی نے تقریر کی اور کہا کہ مرحوم کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ علماء کا یہ قائلہ حق جیسے سانسے رکھ کر کامیابی سے ہمکنار ہونا جاسکتا ہے۔ آخر میں ایصالِ ثواب کیا گیا۔

انجمن تنظیم المسلمین | غنیمت قبائلی علاقہ شمالی وزیرستان کے طلبہ کی اس انجمن کے تعزیتی اجتماع کی صدارت مولوی مبارک خان متعلم دارالعلوم نے کی حافظ امیر محمد صاحب کی تلاوت کلام پاک کے بعد انجمن کے جنرل سیکرٹری مولوی محمد ریاض نے تعزیتی کلمات سے اجلاس کا افتتاح کیا۔ اور مقررین نے حضرت مفتی صاحب کے شاندار کارناموں کو بیان کیا۔ آخر میں جناب صدر جلسہ نے دعائے شغرت کرائی۔

انجمن خدام الدین | اس انجمن کا تعزیتی اجلاس مولوی پیر مختار الدین صاحب اور کنڈی کی صدارت میں ہوا۔ قاری تعزیم الحق صاحب کی تلاوت کلام پاک کے بعد انجمن کے بانی اور سیکرٹری مولوی اسلم خان خشک نے حضرت مفتی صاحب کی زندگی پر مفصل اور مبسوط خطاب کیا۔ اور عظمت اور ارادت کو بیان کیا۔ دیگر مقررین نے بھی شاندار خراج عقیدت پیش کیا۔ پس ماندگان کے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ آخر میں تمام حاضرین جلسہ نے ایصالِ ثواب کیا۔

انجمن اصلاح الکلام | یہ اجلاس صدر انجمن اصلاح الکلام مولوی مختار احمد ارشد کی صدارت میں ہوا۔ قاری ولی اللہ نے تلاوت کلام پاک کے بعد ایک پرسوز نظم سنائی جس سے سامعین آبدیدہ ہوئے۔ مولوی محمد نعیم صدر جمعیت العلماء اسلام ضلع مردان شریک دورہ حدیث نے تقریریں کیا کہ آپ اخلاص و ایثار کا مجسمہ تھے۔ مولوی شہباز خان متعلم دارالعلوم نے کہا کہ اس عظیم رہنما کی ساری زندگی اشاعتِ دین میں گزری۔ مولوی سید عبدالجبار شاہ ناظم اعلیٰ انجمن نے کہا کہ مرحوم جہاں عالم دین نقیہ اور محدث تھے وہاں بین الاقوامی سیاست دان بھی تھے۔ آخر میں صدر انجمن مولوی مختار احمد ارشد نے تقریر کی اور کہا مفتی صاحب تو چلے گئے مگر ان کا مشن ابھی باقی ہے۔ آخر میں اجلاس نے ایک قرارداد کے ذریعہ گولڈ یونیورسٹی ڈیو کا نام مفتی محمود یونیورسٹی رکھنے کا مطالبہ کیا گیا۔

انجمن تہذیب البیان | ۱۶ نومبر کی شب جمعہ کو اس انجمن کا تعزیتی اجتماع مولوی مسعود جان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ انجمن کے جنرل سیکرٹری مولوی اشرف الدین اشرف نے شیخ سیکرٹری کے فرائض انجام دیے۔ تلاوت حفظ الرحمن قدیروی کی تلاوت کلام پاک کے بعد مولوی محمد اسرائیل نے کہا کہ آپ کی موت عالم اسلام کی موت ہے۔ مولوی محمد رحیم ڈیروی، صدر اجلاس مولوی مسعود جان نے مفتی صاحب کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔ آخر میں مولوی محمد حسن سیکرٹری نشر و اشاعت انجمن نے تعزیتی اشعار سنائے۔